THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

اتباعِ تابعین کے علمِ تفسیر پر علمی و فکری اثرات: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Scholarly and Intellectual Impact of the Successors of the Successors (Atbāʿ al-Tābiʿīn) on the Science of Qurʾānic Exegesis: A Research and Analytical Study

Dr Anwaar Husain[i]
Prof. Dr. Asim Naeem[ii]

Abstract

The period of Atba al-Tabiin (the successors of the Tabiin) represents a formative and highly productive era in the development of Islamic sciences, particularly in the field of Quranic exgesis. During this time, significant advancements were made that greatly enriched the interpretive tradition. One of the most notable contributions was the expansion of the exegetical corpus, as scholars began compiling more comprehensive and systematic commentaries, including complete interpretations of the Quran rather than partial explanations. This era also witnessed a remarkable broadening in the scope of Tafsir, with increased diversity in methodological approaches and intereptive sources. Scholars incorporated various disciplines, which led to greater depth and analytical richness in exgesis. Additionally, new areas of study such as Israiliyyat(narratives of Judeo-Christian origin) and Wujuh wa Nazair (semantic analysis of Quranic terms) emerged and became integrated into tafsir literature. Moreover, the inclusion of independant juristic and intellectual reasoning(Ijtihadi aqwal) by the Atba al Tabiin further enhanced intereptive diversity. Collectively, these developments contributed to a substantial expansion and maturation of the science of Tafsir.

Key words: Atba al-Tabiin, Quranic exgesis, intellectual reasoning

خالق کائنات و رب العالمین نے حضرت انسان کو جہاں ان گنت انعامات سے نوازا، وہیں مختلف افراد کو متفرق صلاحیتوں سے بھی مالامال کیا۔ علوم وفنون کے میادین میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نقل وروایت میں ممتاز رہا تو کوئی عقل و استدلال کے بام عروج پر پہنچا اور کسی کو استخراج وانطباق میں ملکہ حاصل رہا۔ اتباع تابعین کے دور کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علوم کی تدوین و ارتقاء میں اس دور کی بہت اہمیت ہے اور اتباع تابعین کے علم تفسیر پر نمایاں اثرات ہیں۔ زیر بحث مضمون میں اتباع تابعین کی

[i] Post Doctorate Fellow, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

تفسیری خدمات اور اثرات کو بیان کیا جائے گا۔اس ضمن میں اولاً خیر القرون کی اطلاقی بحث اور اقوال اتباع تابعین کی اہمیت وحجیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ۔[1]

لوگوں میں سے بہترین زمانہ میرا ہے، پھر اس کے بعد، پھر اس کے بعد

مندرجہ بالا حدیث میں چار زمانوں کا ذکر ہے، یعنی عہد نبوی ﷺ، عہد صحابہؓ، عہد تابعینؒ، عہد تبع تابعین

اس حدیث کے مطابق بہترین زمانوں میں چوتھا زمانہ تبع تابعین کا ہے۔ابن حبان نے اس حدیث پر باب باندھا ہے:

((ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ تَبَعُ الْأَتْبَاعِ))[2]

اس بیان کا ذکر کہ لوگوں میں سے اتباع تابعین کے بہترین زمانے کے بعد تبع اتباع کا زمانہ ہے، گویا ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا زمانہ ایک ہے۔اس کے بعد تابعین کا اور تیسرا زمانہ تبع تابعین کا ہے۔چوتھا زمانہ اتباع تبع تابعین کا قرار دیا گیا ہے۔

اتباع تابعین کا زمانہ

ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وَآخِرِ مَنْ مَاتَ مِنَ الصَّحَابَةِ مِائَةُ سَنَةٍ وَعِشْرُونَ سَنَةً أَوْ دُونَهَا أَوْ فَوْقَهَا بِقَلِيلٍ عَلَى الِاخْتِلَافِ فِي وَفَاةِ أَبِي الطُّفَيْلِ وَإِنِ اعْتُبِرَ ذَلِكَ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُونُ مِائَةَ سَنَةٍ أَوْ تِسْعِينَ أَوْ سَبْعًا وَتِسْعِينَ وَأَمَّا قَرْنُ التَّابِعِينَ فَإِنِ اعْتُبِرَ مِنْ سَنَةِ مِائَةٍ كَانَ نَحْوَ سَبْعِينَ أَوْ ثَمَانِينَ وَأَمَّا الَّذِينَ بَعْدَهُمْ فَإِنِ اعْتُبِرَ مِنْهَا كَانَ نَحْوًا مِنْ خَمْسِينَ فَظَهَرَ بِذَلِكَ أَنَّ مُدَّةَ الْقَرْنِ تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ أَعْمَارِ أَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَاتَّفَقُوا أَنَّ آخِرَ مَنْ كَانَ مِنْ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ مِمَّنْ يُقْبَلُ قَوْلُهُ مَنْ عَاشَ إِلَى حُدُودِ الْعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ۔[3]

اور صحابہ کرام میں سب سے آخر میں وفات پانے والے کی عمر ایک سو بیس سال ہے، یا اس سے کم یا تھوڑا زیادہ، ابو طفیل کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔اگر ابو طفیل کی وفات کے بعد کی مدت کو مد نظر رکھا جائے تو یہ ایک سو سال، نوے سال یا ستانوے سال ہو سکتا ہے اور تابعین کی صدی کے

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

بارے میں اگر اسے سنہ ایک سو سے شمار کیا جائے تو یہ تقریباً ستر یا اسی سال ہو گی، اور جو لوگ تابعین کے بعد آئے اگر ان کا شمار اسی صدی میں کیا جائے تو یہ تقریباً پچاس سال ہو گا۔ اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صدی کی مدت ہر زمانے کے لوگوں کی عمروں کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہوتی ہے اور اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ تابعین کے پیروکاروں میں سے آخری شخص جو قابل قبول رکھنے والا ہو، وہ شخص ہے جو دو سو بیس ہجری تک ہو سکتا ہے۔

علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں:

وَقَرْنُ التَّابِعِينَ مِنْ مِائَةِ سَنَةٍ إِلَى نَحْوِ سَبْعِينَ، وَقَرْنُ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ مِنْ ثَمَّ إِلَى نَحْوِ الْعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ[4]

تابعین کا دور 170ھ تک اور اتباع تابعین کا دور تقریبا 220 ہجری تک

علامہ القطلانیؒ لکھتے ہیں:

أبو عمرو عبد الرحمن بن عمرو بن يحمد أحد الأعلام من أتباع التابعين، المتوفى سنة سبع وخمسين ومائة۔[5]

ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو بن یحمد، تبع تابعین میں بلند مرتبہ ہیں، 257ھ میں وفات ہوئی۔

ابن حجرؒ اور علامہ سیوطیؒ نے تقریباً کہا ہے، لہذا القطلانی نے جو تابعی کی وفات لکھی ہے۔ اس کو تبع تابعین کا آخری سال مانا جا سکتا جو کہ 257ھ ہے۔

قول تبع تابعی کی حجیت سے متعلق بعض اقوال

ابن حبانؒ لکھتے ہیں:

لَوْ قَبْلِنَا إِرْسَالَ تَابِعِيٍّ وَإِنْ كان كَانَ ثِقَةً فَاضِلًا عَلَى حُسْنِ الظَّنِّ لَزِمَنَا قَبُولُ مِثْلِهِ عَنْ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ[6]

اگر ہم حسن ظن کی بنیاد پر ایک تابعی جو معتبر اور فاضل ہو کی مرسل روایت کو حسن ظن کی بنیاد پر قبول کرتے ہیں تو ہمیں اتباع تابعین کی روایت بھی اسی طرح قبول کرنا ہم پر لازم ہو گی۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

علامہ اللالکائی لکھتے ہیں:

مَا رُوِيَ عَنِ اتِّبَاعِ التَّابِعِينَ مِنَ الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنْ بُلْدَانٍ شَتَّى:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو مَرْوَانَ الطَّبَرِيُّ , سَمِعَ ابْنَ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَدْرَكْتُ مَشَايِخَنَا مُنْذُ سَبْعِينَ سَنَةً مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ يَقُولُونَ: الْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ قُلْتُ: وَلَقَدْ لَقِيَ ابْنُ عُيَيْنَةَ نَحْوًا مِنْ مِائَتَيْ نَفْسٍ مِنَ التَّابِعِينَ مِنَ الْعُلَمَاءِ , وَأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِمِائَةٍ مِنْ أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْحَرَمَيْنِ وَالْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ وَالْيَمَنِ۔[7]

تابعین کے پہلے طبقے کے لوگوں سے مختلف ممالک میں جو کچھ مروی ہے، محمد بن سلیمان بن فارس نے کہا: محمد بن اسماعیل بخاری نے ہمیں بیان کیا اور انہوں نے کہا: حکم بن محمد ابو مروان الطبری نے بیان کیا، انہوں نے ابن عینیہ سے سنا، جنہوں نے کہا: میں نے اپنے بزرگوں کو پچھتر سال پہلے عمرو بن دینار سمیت یہ کہتے سنا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، یہ مخلوق نہیں ہے۔ میں نے کہا: ابن عینیہ نے تقریباً سو لوگوں سے جو تابعین میں سے اہل علم تھے، ملاقات کی اور تین سو سے زیادہ لوگوں سے جو اتباع تابعین میں سے تھے اور یہاں تین سو تبع تابعین کے قول کو بہ طور حجت پیش کیا گیا۔

اتباع تابعین کے علم تفسیر پر اثرات

اتباع تابعین کا دور تدوین علوم کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، چونکہ اس دور میں مختلف علوم منقح ہو کر سامنے آتے ہیں اور باقاعدہ اُصول وضوابط کی تعیین بھی نظر آتی ہے، بعض تبدیلیاں بھی اس دور کا خاصہ رہی ہیں۔ جب علم تفسیر کی بات کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں علم تفسیر میں وسعت، نقلی واجتہادی آراء کو جمع کرنا اور پورے قرآن کریم کی تفسیر کرنے کا رجحان نظر آتا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے علم تفسیر میں بہت سے اثرات نظر آتے ہیں، جن کو آئندہ سطور میں بیان کیا جائے گا۔

مکمل قرآن کی تفسیر

سلف کی تفسیر کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ صرف ان آیات کی تفسیر کرتے تھے جن میں اشکال ہوتا یا جن کی وضاحت کی ضرورت پیش آتی، کیونکہ قرآن کے اولین مخاطب عربی زبان سے واقف تھے، اس لیے اشکال کی صورت میں صحابہ نبی اکرم ﷺ سے راہنمائی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

لے لیتے۔جب عجمی اقوام حلقہ بگوش اسلام ہوئیں تو رفتہ رفتہ ضرورت محسوس ہوئی کہ مکمل قرآن کی تفسیر کی جائے، اگرچہ بعض حضرات نے اسے پسند نہیں کیا۔

حدثنا عبد الرحمن حدثنا عبد الملك بن أبي عبد الرحمن المقري نا عبد الرحمن يعني ابن الحكم بن بشير نا وكيع قال كان سفيان لا يعجبه هؤلاء الذين يفسرون السورة من أولها إلى آخرها مثل الكلبى.[8]

وکیع بن الجراح، سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے تھے جو پوری سورت کی ابتداء سے انتہاء تک تفسیر کرتے، جیسے کلبی۔

یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پورے قرآن کی تفسیر کا رجحان اتباع تابعین کے دور میں سامنے آیا اور اس سے پہلے ایسا نہیں تھا؟ جواب یہ ہے کہ نہیں، اس کا ثبوت پہلے بھی ملتا ہے، جیسا کہ ابن عباسؓ سے ان کے تلامذہ نے تفسیر کو نقل کیا، جیسا کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا:

عن ابن أبي مُليكة قال: رأيت مجاهدًا يسأل ابن عباس عن تفسير القرآن، ومعه ألواحُه، فيقول له ابن عباس: "اكتب"، قال: حتى سأله عن التفسير كلِّه.[9]

یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ وہ ابن عباسؓ سے قرآن کی تفسیر کے بارے میں سوال کر رہے تھے، اور ان کے ہاتھ میں تختیاں تھیں، ابن عباسؓ ان سے فرماتے کہ لکھ لو، یہاں تک کہ انہوں نے پورے قرآن کی تفسیر پوچھ لی۔

معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ کے شاگردوں نے مکمل قرآن کی تفسیر کو نقل کیا، البتہ جب اتباع تابعین کا دور آیا تو چونکہ اسلامی سلطنت کی حدود میں کافی حد تک توسیع ہو چکی تھی اور عجمی اقوام بھی بکثرت دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں، لہذا اس دور میں مکمل قرآن کی تفسیر ضرورت کے درجہ تک جا پہنچی تھی، یہی وجہ ہے کہ اتباع تابعین کے دور میں اس رجحان میں اضافہ ہوا اور بہت سی مکمل تفاسیر منظر عام پر آئیں، جیسا کہ جیسا کہ تفسیر الکلبی، تفسیر مقاتل بن سلیمان اور تفسیر یحیی بن سلام وغیرہ۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

مذکورہ تفصیل سے ماخوذ نکات درج ذیل ہیں:

1۔ دور صحابہؓ سے مکمل قرآن کی تفسیر کا ثبوت تو موجود ہے البتہ عمومی رجحان پورے قرآن کی تفسیر کے بجائے مشکل مقامات کی تشریح کا ملتا ہے۔

2۔ اتباع تابعین کے دور سے پورے قرآن کی تفسیر کا رجحان بکثرت ملتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ اس دور سے یہ رجحان عام ہوتا چلا گیا اور بعد کے تفاسیر ی سرمایہ پر اس کا اثر معلوم ہوا، جیسا کہ تفسیر الطبری سامنے آئی اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

بیان تفسیر / یعنی انداز میں وسعت

اتباع تابعین کے دور میں تفسیر کو بیان کرنے کے انداز میں وسعت معلوم ہوتی ہے، یعنی بات کو مختلف انداز میں اور بالتفصیل بیان و وضاحت کرنے کا رجحان نظر آتا ہے۔ مثلاً سورۃ الجمعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا))[10]

مجاہدؒ نے کہا:

حمل كتبًا لا يدري ما فيها، ولا يعقلها.[11]

قتادہؒ نے کہا:

كَمَثَلِ الْحِمَارِ الَّذِي يَحْمِلُ كُتُبًا، لَا يَدْرِي مَا عَلَى ظَهْرِهِ۔[12]

زید بن اسلمؒ اس کی تفسیر یوں بیان کرتے نظر آتے ہیں:

الأسفارُ: التوراة التي يحملها الحمار على ظهره، كما تحمل المصاحف على الدواب، كمثل الرجل يسافر فيحمل مصحفه، قال: فلا ينتفع الحمارُ بها حين يحملها على ظهره، كذلك لم ينتفع هؤلاء بها حين لم يعملوا بها وقد أوتوها، كما لم ينتفع بها هذا وهي على ظهره.[13]

پس معلوم ہوا کہ اتباع تابعین کے دور سے تفسیر میں تفصیل ملتی ہے اور بنیادی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ اقوام عجم کی تفہیم میں آسانی و سہولت کا پہلو مد نظر تھا۔ یہاں تک کہ "تفسیر التابعین" کے مصنف لکھتے ہیں:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

کبھی کبھار سفیان ثوری سے بعض آیات کی ایسی تفسیر بھی منقول ہے جو ان سے پہلے کے مفسرین میں نہیں ملتی۔[14]

مآخذ تفسیر سے استفادہ میں وسعت

مآخذ تفسیر یعنی تفسیر بالقرآن یا تفسیر بالسنۃ سے استفادہ صحابہؓ و تابعینؒ نے بھی کیا، ظاہر ہے کہ اس کے بغیر تفسیر ممکن ہی نہیں تھی۔ اتباع تابعین کے دور میں چونکہ تفصیل سے بات کو بیان کرنے کا رجحان زیادہ نظر آیا، لہذا ڈاکٹر محمد عبداللہ الحضیری نے اپنے مقالہ میں اس پر زور دیا کہ اتباع تابعین ذرائع تفسیر کو سب سے زیادہ استعمال کرنے والے بن گئے، وجہ یہ بیان کی کہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے تفسیر عبدالرحمن بن زید بن اسلم نقل کیا، جو سلف میں کسی سے کم نہیں۔[15]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا))[16]

قتادہؒ نے تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ: سَكَنًا۔[17]

مقاتل بن سلیمانؒ نے وضاحت یوں کی:

يعنى سكنا، كقوله: « هن لباس لكم »[18] يعني سكنا لكم «فألبسكم» ظلمته على خير وشر كثير۔[19]

یعنی مقاتلؒ نے سکنا کو نقل بھی کیا اور پھر آیت قرآنیہ کی روشنی میں اس پر اضافہ بھی کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اتباع تابعین کے عہد میں باب تفسیر میں اضافہ و وسعت معلوم ہوتی نظر آتی ہے، بعد ازاں جس سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

ذرائع تفسیر میں وسعت

اس دور میں بعض مفسرین نے لغوی مباحث مثلاً نحو، اعراب، عربی ادب، اشتقاق اور بلاغت کے پہلوؤں کو بھی تفسیر میں شامل کیا، یوں قرآن فہمی میں لغوی تجزیہ کا رجحان بھی نظر آتا ہے۔

- عربی اشعار سے استفادہ کی مثال درج ذیل ہے:

ارشاد ربانی ہے:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

((نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ))[20]

عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر کو امام الطبریؒ یوں نقل کرتے ہیں:

قال ابن زيد، في قوله: (نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ) الموت، وقال الشاعر:
تَرَبَّصْ بِها رَيْبَ المَنُونِ لَعَلَّهَا .. سَيَهْلِكُ عَنْها بَعْلها أو "تُسَرَّحُ" [21]

- قراءات مختلفہ کا بیان بھی اتباع تابعین کی تفاسیر میں نظر آتا ہے، مثلاً:

((جَعَلَهُ دَكَّاءَ))[22] سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: يَعْنِي الْجَبَلَيْنِ، أَيْ: يَعْفِرُ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ.
قَالَ يَحْيَى: يَعْنِي السَّدَّ.وَهِيَ تُقْرَأُ عَلَى وَجْهٍ آخَرَ: دَكَّاءَ مَمْدُودَةً، أَيْ: أَرْضٌ مُسْتَوِيَةٌ.[23]

علم الوجوہ والنظائر کا ظہور

اتباع تابعین کے دور میں علم الوجوہ والنظائر کا ظہور ملتا ہے، جو بعد میں علوم تفسیر کی ایک مستقل شاخ بن گئی۔ قرآن مجید کے الفاظ کے مختلف معانی کو وجوہ کہا جاتا ہے اور النظائر وہ نصوص قرآنیہ ہیں جو ایک ہی معنی میں آتی ہیں۔یوں یہ نہایت اہم علم ہے جو اتباع تابعین کے دور میں نظر آتا ہے۔مقاتل بن سلیمان نے تفسیر القرآن بالقرآن پر خاص توجہ دی اوروجوہ و نظائر کے بیان میں بھی مہارت دکھائی اور اس علم میں تصنیف کرنے والوں میں سب سے پہلے شمار ہوتے ہیں۔[24] یہ کتاب بعد ازاں زیور طبع سے آراستہ ہوئی[25] اور بعد کے مفسرین واہل علم مستفید ہوئے۔

اسرائیلیات

معلوم ہوتا ہے کہ اتباع تابعین نے اسرائیلیات سے بھی استفادہ کیا جیسے مقاتل بن سلیمان کے بارے میں ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے قرآن کے ایسے علوم حاصل کرتے جو ان کی کتابوں کے موافق ہوں۔[26]

ابن ابی فدیک نے کہا:

میں نے محمد بن اسحاق کو دیکھا کہ وہ ایک اہل کتاب شخص سے لکھ رہے تھے۔[27]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

محمد بن اسحاق قصص قرآن کے ضمن میں بہت سے اسرائیلی روایات نقل کرتے ہیں۔ڈاکٹر محمد عبداللہ الحضیری نے اپنی تحقیق میں ذکر کیا ہے کہ ابن اسحاق، ابن ابی حاتم کے نزدیک تابعین کے پیروکاروں میں اسرائیلیات روایت کرنے میں دوسرے نمبر پر ہیں۔[28]

کتب تفاسیر میں اضافہ

اتباع تابعینؒ کی باقاعدہ مکمل قرآن کی تفاسیر ملتی ہیں مثلاً تفسیر یحیٰ بن سلام وغیرہ۔ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ اس دور میں اثری اور نظری یعنی اجتہادی دونوں مناہج کو جمع کرنے والی تفاسیر سامنے آتی ہیں،یعنی منقول روایات کو بیان بھی کیا گیااور اجتہادی آراء کو بھی نقل کیا گیا،مثلاً تفسیر مقاتل بن سلیمان اور تفسیر یحیی بن سلام میں اس کے بکثرت نمونہ جات موجود ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم نے دعویٰ کیا کہ یحیٰ بن سلام وہ پہلے مفسر ہیں جنہوں نے دونوں طرزوں یعنی نقلی واجتہادی کو جمع کیا،اقوال سلف نقل کیے،ان پر بحث کی اور ان کے درمیان ترجیح دی،نیز لغوی قواعد کو برتا اور وہ سلف اور ابن جریر طبری کے درمیان مربوط اور تکمیلی کڑی ہیں۔[29]

اسباب نزول اور اجتہادی اقوال

اسباب نزول باب تفسیر میں انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔اتباع تابعین کی تفاسیر میں اس کا اہتمام بھی ملتا ہے،مثلاً مقاتل بن حیان کی تفسیر میں اسباب نزول کی روایت بکثرت ملتی ہیں جنہیں وہ وضاحت مفہوم کے لیے ذکر کرتے ہیں۔[30]

اتباع تابعین کی تفاسیر میں اجتہادی اقوال بھی ملتے ہیں،مثلاً تفسیر یحیی بن سلام میں ان کی کثرت ملتی ہے اور وہ ان اقوال کو "قال یحیی"[31] کے الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

((شَهِيدًا))[32] وَهُمُ الأَنْبِيَاءُ، تَفْسِيرُ السُّدِّيِّ. قَالَ يَحْيَى: شَهِيدًا، يَعْنِي نَبِيَّهُمْ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَهُمْ.[33]

ان اجتہادات کی اہمیت اس بھی عیاں ہے کہ بعد کے مفسرین خصوصاً الماوردی انہیں کثرت سے نقل کرتے نظر آتے ہیں، جسے وہ "قالہ یحیی بن سلام"[34] کے الفاظ سے ذکر کرتے ہیں۔

بعد کے مفسرین کا استفادہ

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

بعد کے مفسرین نے اتباع تابعین کی روایات سے بھرپور استفادہ کیا، مثلاً ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن جریج کے اقوال کو بطور مآخذ بیان کیا۔[35] اسی طرح امام ثعلبیؒ نے اپنی تفسیر میں ابن اسحاق سے تین مختلف طرق سے روایت نقل کی[36] اور امام بغوی نے بھی انہیں ثعلبی کے واسطے سے اپنی تفسیر میں ذکر کیا۔[37] متاخرین میں ابن کثیرؒ[38] اور سیوطیؒ[39] نے بھی ابن اسحاق کی روایات اور تفسیری اقوال کو نقل کیا ہے۔

تفسیر بالماثور کے ناقلین نے سفیان ثوریؒ کی تفسیر کو روایتاً اور درایتاً بڑی اہمیت دی ہے، مثلاً ثعلبیؒ[40] اور سیوطیؒ[41] نے ان سے نقل و روایت کیا ہے۔ ابن جریر طبریؒ نے ابن زید کی تفسیر پر خاص توجہ دی ہے اور ان سے بیان کردہ روایات کو کثرت سے بیان کیا ہے۔[42]

حاصل کلام

"اتباع تابعین کے علم تفسیر پر اثرات" کے موضوع کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے:

- اتباع تابعین کے دور کے علم تفسیر پر گہرے اثرات ہیں، جن سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ مکمل قرآن کی تفسیر کا رجحان بڑھ گیا، جسے بعد کے مفسرین نے بھی خوب اپنایا۔
- عجمی اقوام بھی کثیر تعداد میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں، لہذا اس دور میں باب تفسیر میں بہت وسعت نظر آئی۔ نقل و روایت کے ساتھ بات کو کھول کر بالتفصیل بیان کرنے کی کوشش کی جاتی رہی، اس منہج کا بھی بعد کے ادوار میں اثر معلوم ہوتا ہے۔
- مآخذ تفسیر سے استفادہ میں وسعت اس دور کا خاصہ رہا۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ تابعینؒ نے تفسیر بالقرآن یا تفسیر بالسنۃ کا اہتمام نہیں فرمایا، مقصد یہ ہے کہ چونکہ اس دور میں بات کو بالتفصیل بیان کرنے پر زور دیا گیا، لہذا مآخذ (قرآن و سنت) کو بھی بطور دلیل بکثرت استعمال کیا جانے لگا۔
- ذرائع تفسیر میں وسعت ہوتی نظر آتی ہے، مثلاً عربی اشعار سے استفادہ، قراءات مختلفہ کا بیان اور اسرائیلیات کا استعمال بھی اتباع تابعین کی تفاسیر میں ملتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

- اس دور میں علم الوجوہ والنظائر کا ظہور ہوا، مقاتل بن سلیمان کا نام اس حوالہ سے نمایاں ہے اور اولین تصنیف انہی کی طرف منسوب کیا جاتی ہے۔
- اتباع تابعین کے دور میں کتب تفاسیر میں اضافہ ہوا اور خاص پہلو طرز تفسیر کا تھا یعنی نقلی و اجتہادی دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتب تفاسیر منظر عام پر آئیں، جن سے بعد والوں نے خوب استفادہ کیا اور اس منہج کو اپناتے ہوئے مزید تفاسیر مرتب ہوئیں۔
- اتباع تابعین کے تفسیری مصدر و منہج کے ضمن میں یہ بھی نمایاں ہے کہ ان کی تفاسیر میں اسباب نزول اور اجتہادی اقوال بھی ملتے ہیں، مثلاً یحیی بن سلام نے بکثرت اجتہادی اقوال شامل کیے اور اہم یہ ہے کہ بعد والوں نے ان سے بھرپور استفادہ کیا، جیسا کہ الماوردی نے "النکت والعیون" میں اتباع تابعین کے متعدد اجتہادی اقوال کو نقل کیا۔

حوالہ جات

---

[1] مسند احمد، مسند عبد اللہ بن مسعودؓ، ج6، ص76، رقم الحدیث:3594

[2] ابن حبان، محمد بن حبان، التمیمی الدارمی (م354ھ)، صحیح ابن حبان، (مرتب: الامیر علاء الدین علی بن بلبان الفارسی، محقق: شعیب الارنؤوط)، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، 1408ھ/1988ء، ج16، ص212، رقم الحدیثؒ:7229

[3] ابن حجر، احمد بن علی، ابو الفضل، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفہ، 1379ھ، ج7، ص6

[4] الملا الہروی القاری، نور الدین، علی بن محمد (م1014ھ)، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت، دار الفکر، 2002ء، ج9، ص3878، رقم الحدیث:6010

[5] شہاب الدین، احمد بن محمد بن ابو بکر، ابو العباس (م923ھ)، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، مصر، المطبعہ الکبری الأمیریہ، الطبعۃ السابعۃ، 1323ہ، ج1، ص177

[6] صحیح ابن حبان، ج5، ص471

[7] اللالکائي، ابو القاسم ہبہ اللہ بن الحسن (م418ھ)، شرح أصول اعتقاد أھل السنۃ والجماعۃ، (محقق: احمد بن سعد بن حمدان الغامدی)، السعودیہ، دار طیبہ، 1423ھ/2003ء، ج2، ص267

[8] ابو حاتم، عبد الرحمن بن محمد بن ادریس (م327ھ)، الجرح والتعدیل، طبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، 1271ھ/1952م، ج7، ص270

[9] الطبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن المشہور بہ تفسیر الطبری، (محقق: احمد محمد شاکر)، مؤسسہ الرسالہ، 2000ء، ج1، ص90

[10] الجمعہ:5

[11] تفسیر الطبری، ج23، ص377

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

[12] تفسیر الطبری، ج22، ص634

[13] تفسیر الطبری، ج22، ص634

[14] الحضیری، ڈاکٹر محمد عبد اللہ، تفسیر التابعین، ریاض، دار الوطن، 1999ھ، ج1، ص492، 584

[15] الحضیری، محمد عبد اللہ، التفسیر بالاثر بین ابن جریر وابن ابی حاتم، دار اللباب، س۔ن، ص91

[16] النباء:10

[17] تفسیر الطبری، ج24، ص9

[18] البقرۃ2: 187

[19] مقاتل بن سلیمان، ابو الحسن (م150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان، (محقق: عبد اللہ محمود شحاتہ)، بیروت، دار احیاء التراث، 1423ھ، ج4، ص559

[20] الطور:30

[21] تفسیر الطبری، ج22، ص479

[22] الکہف:98

[23] یحیی بن سلام، ابو ثعلبہ (م200ھ)، تفسیر یحیی بن سلام، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1425ھ / 2004ء، ج1، ص205

[24] البرہان الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن، بیروت، دار المعرفہ، 1391ھ، ج1، ص102

[25] الاشباہ والنظائر، (محقق: عبد اللہ شحاتہ)، القاہرۃ، الھیئۃ العامہ للکتاب، طبع دوم 2003ء میں دار غریب، القاہرہ سے ہوئی۔

[26] ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، المکتبہ التوفیقیہ، ج16، ص228

[27] سیر اعلام النبلاء، ج7، ص53

[28] التفسیر بالاثر بین ابن جریر وابن ابی حاتم، ص91

[29] شیخ محمد الفاضل بن عاشور، التفسیر ورجالہ، مجمع البحوث الاسلامیہ، 1417ھ، ص41

[30] تفسیر ابن ابی حاتم، ج8، ص2523، تفسیر ابن کثیر، ج3، ص304

[31] ملاحظہ ہو: تفسیر یحیی بن سلام، ج1، ص298، 303، 316

[32] النحل:84

[33] تفسیر یحیی بن سلام، ج1، ص 81

[34] ملاحظہ ہو: الماوردی، ابو الحسن، النکت والعیون، بیروت، دار الکتب العلمیہ، س۔ن، ج4، ص129، 127، 134، 140

[35] الثعلبی، ابو اسحاق، احمد بن محمد ابراہیم (م427ھ)، مقدمہ الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 2002ء، مقدمہ، ج1، ص79

[36] مقدمہ الکشف والبیان، ص145۔149

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

[37] البغوی، محمد بن الفراء، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن المشہور بہ تفسیر البغوی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1420ھ، ج37، ص1

[38] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء (م774ھ)، تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)، (محقق: محمد حسین شمس الدین)، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1419ھ، ج1، ص 174،173،172

[39] السیوطی، جلال الدین، الدرالمنثور، بیروت، دار الفکر، س۔ن، ج1، ص129، 130، 137، 145

[40] مقدمہ الکشف والبیان، ص80

[41] الدرالمنثور، ج1، ص18، 195، 250

[42] مثلاً ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری، ج17، ص443، ج1، ص731